جلد ۱۰ شمارہ ۱۶، ۲۰۲۳

Article

Proportion of Irony and Humour in the Essays of Pitras

مضامین پطرس میں طنز و مزاح کا تناسب

Dr. Saira Batool*[1]

[1] Assistant Professor, Department of Urdu, International Islamic University Islamabad.

*Correspondence: sairabatool@iiu.edu.pk

[1] ڈاکٹر سائرہ بتول

[1] اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

Abstract:

Urdu literature, especially prose, has a very rich tradition of the two literary genres of "*Humour*" and "*Sarcasm*". Unlike a general perception that both are the same or interchangeable categories, the fact remains that these two are entirely independent literary styles of writing. This article sheds light on the proportion of humour and sarcasm found in the articles and writings of Patras Bokhari. It may evidently be established that ratio or quantum of pure houmour far exceeds sarcasm in his articles. Though having being inspired by the long-standing tradition of English literature in this field, yet Patras has successfully maintained his own unique style that truly and sufficiently represents spontaneity and the locale and socio-cultural environment of his time and space. This is what precisely distinguishes Patras from amongst his contemporaries.

Keywords: **essays, Patras, irony, humor, bicycle**

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210
Doi:
Received:01-05-2023
Accepted:12-05-2023
Online:30-06-2023

Copyright: © 2023 by the authors. This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

طنز و مزاح دو الگ الگ اصناف ہیں۔ طنز اور مزاح کا ایک سمجھ لیا جانا گویا غلطی ہے۔ طنز، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کسی تہہ دار تحریک کا نتیجہ ہی ہو سکتا ہے۔ ایک ایسی تحریک جس کی تہہ میں غصّہ، نفرت، نیت اصلاح، ذعام، خیر خواہی وغیرہ موجود ہو سکتے ہیں۔ جو لکھنے والے کو طنز کی تخلیق پر آمادہ کرتے ہیں اس کے برعکس مزاح اپنی کنہ میں ایک حد تک اہمال کے مترادف ہے۔ یعنی بے معنویت خالص مزاح کا بنیادی عنصر ہے۔ طنز میں اصلاح کا پہلو ہو سکتا ہے جب کہ مزاح صرف اور صرف لطف اندوزی اور حصول مسرت کا ذریعہ ہے۔ گویا طنز اور مزاح دو مختلف انداز کی تحریریں ہیں اس لیے اردو ادب میں "طنز و مزاح" کسی ایک صنف کا نام نہیں ہے۔

اردو ادب کے مزاح نگاروں میں طنز و مزاح کا تناسب مختلف ہے۔ وزیر آغا نے اپنے مقالے میں اردو مزاحیہ نثر کو تین ادوار میں تقسیم کیا ہے۔ پہلی کو ابتدائی دور، دوسرے کو عبوری اور تیسرے کو جدید دور کہا ہے۔ اردو مزاح نگاری کا عہد زریں دراصل یہی تیسرا دور ہی ہے۔ یہ دور مرزا فرحت اللہ بیگ سے شروع ہو کر ابن انشاء پر ختم ہوتا ہے۔ عہد زریں کے ان تمام مزاح نگاروں میں سب سے کم طنز پطرس کے ہاں پایا جاتا ہے۔ وزیر آغا کے خیال میں پطرس اور ان کے تمام ہم عصر مزاح نگار اپنی اپنی حد تک مغربی مزاح نگاری سے متاثر تھے۔ لیکن پطرس کی ذات پر بطور خاص یہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ انھوں نے مغربی مزاح نگاری کا انداز اختیار کیے رکھا۔ وزیر آغا اس سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "پطرس کی مزاح نگاری کے متعلق عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ان کا انداز سراسر مغربی ہے اور وہ کیا بلحاظ مواد اور کیا بلحاظ تکنیک مغرب کی مزاح نگاری سے متاثر ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ پطرس نے مغربی ادب سے اثرات قبول کیے لیکن اُن کے موضوعات میں بجز" میبل اور میں،(کہ یہاں پس منظر بھی غیر ملکی) ہے اور ہر جگہ مقامی خصوصیات کا رنگ کافی نکھرا ہوا ہے اور کہیں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا کہ پطرس نے مغربی ادب کی خوشہ چینی کی ہے۔"(۱)

دراصل مغرب میں مزاح نگاری کی روایت خاصی قدیم ہے اور مغربی مزاح کے ادوار کو بھی مختلف ادوار میں منقسم کیا جا سکتا ہے۔ اگر پطرس کے اُسلوب میں مغربی مزاح نگاری کے اثرات دریافت کیے جاسکتے ہیں تو ان کا تعلق متاثر ہونے سے زیادہ تاریخ کے اس جبر کے ساتھ ہے جو ہر قوم کے پس منظر کا ہمیشہ خالق ہوتا ہے۔ مثلاً پطرس کے دور میں برطانوی مزاح نگار جیروم کے اُسلوب کا عروج تھا۔ خود یورپ میں جیروم کے اسلوب کو اختیار کیا جانا عام تھا لیکن پطرس کے ہاں ہمیں جیروم کے مکالموں، پھبتیوں اور جملوں کی بازگشت سنائی نہیں دیتی۔ وزیر آغا نے بالکل درست کہا ہے کہ پطرس کے ہاں مغربی ادب کی خوشہ چینی کا گمان تک نہیں۔ بلکہ یوں کہا جائے تو بہت حد تک درست ہو گا کہ پطرس کا خالص مزاح اپنے وقت کے جدید مغربی مزاح سے بدرجہا نفیس اور صاف ستھرا تھا۔ پطرس نے کبھی مسخرے

کے مزاحیہ کردار سے برآمد ہونے والے مزاح کو اپنے ہاں جگہ نہیں "on babies" دی۔جب کہ عالمی شہرت کے حامل جیروم کے ہاں لفظی مزاح بکثرت پایا جاتا ہے۔مثلاً اپنے مضمون "بچوں پر" میں جگہ جگہ لفظی مزاح کا سہارا لیا ہے جیسے وہ ایک جگہ لکھتا ہے:

"مائیں اپنے بچوں کو کبھی کبھی ایسے کپڑے پہناتی ہیں کہ ان کی تذکیر و تانیث کا فرق معلوم نہیں ہو پاتا اور جب میزبان سٹ پٹا کر کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے۔تو بچے کی ماں کے چہرے پر تاثرات دیکھنے والے ہوتے ہیں۔اپنے معزز مہمان کے بچے کو۔"Let a young mother hear you call dear baby "it" کہتے ہیں۔(۲)

اس طرح جیروم نے ظاہری لباس کے ذریعے اور الفاظ کے اُلٹ پھیر سے فضا پیدا کی ، He ,She اور "it" جیسے الفاظ سے مزاح پیدا کیا۔کیونکہ انگریزی میں مخنث کو "it" کہا جاتا ہے۔اب یہاں جیروم کے قاری نے لفظ It کا لطف لیا۔اس طرح کی حرکت آپ کو پطرس کے ہاں نہیں ملے گی۔وہ دیگر مشرقی مزاح نگاروں کی طرح غزالی آنکھوں اور ناموافق حالات کو مرکز تحریر نہیں بناتا۔اُس کا مرکزی کردار ہمیشہ ایک عام معمولی آدمی ہوتا ہے جس میں بشری و فطری کمزوریاں اور کوتاہیاں بدرجہا پائی جاتی ہیں جو عظیم اور اچھا انسان بننے کی سعی میں ہمیشہ ناکام ہوتا ہے لیکن بھلامانس بننے کی کوشش کبھی ترک نہیں کرتا۔پطرس جانتا ہے کہ طنز اور مزاح میں کیا فرق ہے وہ یہ بھی جانتا ہے کہ خالص مزاح اہمال (مہمل) کی سرحدوں کو چھو رہا ہوتا ہے۔اگر اس میں طنز کا شائبہ بھی داخل ہو جائے تو اس کا مخصوص پطرسی رنگ فی الفور فنا ہو جائے گا۔مثلاً پطرس کا مندرجہ ذیل اقتباس ملاحظہ ہو:

"بعض اوقات ایسا بھی اتفاق ہوا ہے کہ رات کے دو بجے چھڑی گھماتے تھیٹر سے واپس آرہے ہیں اور ناٹک کے کسی نہ کسی گیت کی طرز ذہن میں بٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔چونکہ گیت کے الفاظ یاد نہیں اور نومشقی کا عالم بھی ہے۔اس لیے سیٹی پر اکتفا کیا ہے کہ بے سرے بھی ہو گئے تو کوئی یہی سمجھے گا کہ انگریزی موسیقی ہے اتنے میں ایک موڑ پر سے جو مڑے تو سامنے ایک بکری بندھی تھی۔ذرا تصور ملاحظہ ہو۔آنکھوں نے اُسے بھی کتا دیکھا۔ایک تو کُتا اور پھر بکری کی جسامت کا۔گویا بہت ہی کتا۔"(۳)

انگریزی، فارسی اور اُردو ادب کی گہری واقفیت نے جہاں اُن کے ذہنی کینوس کو وسیع و بسیط اور متوازن کیا وہیں غیر معمولی ذہانت، عمیق مشاہدہ، مزاح نگاری کی فطری صلاحیت اور شگفتہ طرز بیان اُن کا طرہ امتیاز بن گیا۔مشرقی اور مغربی محاسن کا گہرا امتزاج اُن کی انفرادیت میں نمودار ہوا۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ ہر مزاح نگار کسی نہ کسی حد تک طنز لکھتا ہے پطرس نے بھی لکھا لیکن پطرس میں اور دیگر مزاح نگاروں میں یہ فرق واضح طور محسوس کیا جا سکتا ہے کہ جب پطرس طنز لکھتا ہے تو پورے ہوش و حواس کے ساتھ اس کی شدت کو باقاعدہ ساخت کرتا ہے۔ پطرس کے مضمون "کتے" میں چند جگہوں پر ہم پطرس کی پس پردہ اور بین السطور ذہنی تحریک کو خوب پہچان سکتے ہیں۔

مثلاً شاعروں پر طنز کے دوران پطرس نے کوئی رعایت روا نہیں رکھی اور ایسا کہنا بے جا نہ ہو گا کہ شاعروں اور مشاعروں کے حوالے سے اردو ادب کی تاریخ میں اتنے سخت جملے اور الفاظ کبھی نہ لکھے گئے ہوں گے جتنے پطرس نے لکھ ڈالے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ پطرس کے طنز نے ایک شاعر کی کس قدر دل آزاری کی؟ ظاہر ہے نہیں کی۔

> "کل ہی کی بات ہے کہ رات کے کوئی گیارہ بجے ایک کتے کی طبیعت جو ذرا گدگدائی تو اُنہوں نے باہر سڑک پر آکر طرح کا ایک مصرعہ دے دیا۔ ایک آدھ منٹ کے بعد سامنے کے بنگلے میں سے ایک کتے نے مطلع عرض کر دیا۔ اب جناب! ایک کہنہ مشق اُستاد کو جو غصہ آیا۔ ایک حلوائی کے چولہے سے باہر لپکے اور بھنا کے پوری غزل مقطع تک کہہ گئے۔ اس پر شمال مشرق کی طرف سے ایک قدر شناس کتے نے زوروں کی داد دی۔ اب تو حضرت وہ مشاعرہ گرم ہوا کہ کچھ نہ پوچھئے۔ کم بخت بعض تو دو غزلے سہ غزلے لکھ لائے تھے۔ کئی ایک نے فی البدیہہ قصیدے کے قصیدے پڑھ ڈالے۔ وہ ہنگامہ گرم ہوا کہ ٹھنڈا ہونے میں نہ آتا تھا ہم نے کھڑکی میں سے ہزاروں دفعہ 'آرڈر آڈر' پکارا۔ لیکن ایسے موقعوں پر پردھان کی بھی کوئی نہیں سنتا۔"(۴)

پطرس جانتا تھا کہ وہ کیا لکھ رہا ہے اور ایک بڑے فنکار کی طرح وہ فقط اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرنے کے لیے کسی پر تشنہ محض کے وار نہیں کر رہا تھا۔ اس کے برعکس فرحت اللہ بیگ، رشید احمد صدیقی، شوکت تھانوی، شفیق الرحمن اور دیگر ممتاز مزاح نگاروں میں سب کے ہاں لکھاری کے دل ٹھنڈا کرنے والے جملے عام مل جاتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ وزیا آغا نے پطرس کو اردو میں مزاح نگاری کے نئے مکتبہ فکر کا سنگ بنیاد کہا ہے۔

> "دراصل پطرس نے اردو مزاح نگاری میں جو نیا انداز اور نیا اسلوب اختیار کیا ہے وہ مزاح نگاری میں ایک نئے اسکول کے سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔"(۵)

الغرض پطرس اول تو طنز نہیں لکھتا اس لیے پطرس کے مضامین میں طنز کا تناسب اپنے عہد کے دیگر مزاح نگاروں میں سب سے کم ہے لیکن جب پطرس طنز لکھتا ہے تو بہت شدید لکھتا ہے یہ الگ بات ہے کے وہ شدید سے شدید طنز لکھنے کا ایسا منفرد فن جانتا ہے جو خود اس کردار کے لیے بھی باعث لطف وحظ ہو گا کہ جس پر پطرس نے طنز لکھا۔

"خدا نے ہر قوم میں نیک افراد بھی پیدا کیے ہیں۔ کتے اس کلیے سے مستثنیٰ نہیں۔ آپ نے خدا ترس کتا بھی ضرور دیکھا ہو گا۔ عموماً اُس کے جسم پر تپسیا کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ جب چلتا ہے تو اس مسکینی اور عجز سے کہ گویا بار گناہ کا احساس آنکھ نہیں اُٹھانے دیتا۔ دُم اکثر پیٹ کے ساتھ لگی رہتی ہے۔ سڑک کے بیچوں بیچ غور و فکر کے لیے لیٹ جاتا ہے اور آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ شکل بالکل فلاسفروں کی سی اور شجرہ دیو جانس کلبی سے ملتا ہے۔"(۶)

فلہٰذا تحقیقی نکتہ نگاہ سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ پطرس کے ہاں طنز و مزاح کا تناسب شدت میں زیادہ اور مقدار میں کم سے کم الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کیوں کہ ایک محقق کے لیے یہ فیصلہ کرنے کے لیے کوئی پیمانہ موجود نہیں کہ طنز و مزاح میں، طنز کا تناسب مقداری سے، محقق کے لیے یہ طے کرنا مشکل ہے کہ طنز مقدار میں (Qualitative) پیمانے سے ناپا جائے گا یا معیاری (Quantitative) زیادہ ہو تو طنز کا تناسب زیادہ ہو گا یا شدت میں زیادہ ہو تو طنز کا تناسب زیادہ ہو گا۔ ہم فرض کر لیتے ہیں کہ پطرس کے ہاں طنز کی مقدار دو فیصد ہے تو پھر یقیناً پطرس کے ہاں طنز کی شدت ۶۰ فیصد سے زیادہ ہے۔ مثلاً تناسب میں مقدار کے لحاظ مختصر مگر شدید طنزیہ جملے ملاحظہ کیجیے:

"ایڈیٹر کا حلیہ۔۔۔ رنگ گندمی، گفتگو فلسفیانہ، شکل سے چور معلوم ہوتے ہیں، کسی صاحب کو اُن کا پتہ معلوم ہو تو مُرید پور کی خلافت کمیٹی کو اطلاع پہنچا دیں۔۔۔ نیز کوئی صاحب اُنکو چندہ نہ دیں ورنہ خلافت کمیٹی ذمہ دار نہ ہو گی۔" (۷)

"کچھ عرصے کے بعد خون کی خرابی کی وجہ سے ملک میں جابجا جلسے نکل آئے، جس کو میز، کرسی اور ایک گلدان میسر آیا۔ اُسی نے جلسے کا اعلان کر دیا۔"(۸)

"علم بڑی نعمت ہے۔ لہٰذا اے میرے فرزندو اس انبار سے ضخیم کتابیں انتخاب کر لو اور اُن کو ایک دوسرے کے اُوپر چُن لو، پھر اُن پر بیٹھ جاؤ، علم ہی تم لوگوں کا اوڑھنا اور علم ہی تم لوگوں کا بچھونا ہونا چاہیے۔"(۹)

" بھلا ایسا ویسا کھیل ہے، سلطنتوں کے معاملے ہیں سلطنتوں کے، کھیل شروع ہوا، بد قسمتی سے ہم چور بن گئے۔"(۱۰)

"اکثر تو اُن میں ایسے قوم پرست ہیں کہ پتلون اور کوٹ کو دیکھ کر ہی بھونکنے لگ جاتے ہیں۔"(۱۱)

"اُن کی آواز سوچنے کے تمام قویٰ مُعطل کر دیتی ہے۔ خصوصاً جب کسی دوکان کے تختے کے نیچے اُن کا ایک پورا خفیہ جلسہ سڑک پر آکر تبلیغ کا کام شروع کر دے تو آپ ہی کہیے۔ ہوش ٹھکانے رہ سکتے ہیں؟"(۱۲)

مقدار کے اعتبار سے البتہ پطرس نے خالص مزاح بہت زیادہ لکھا ہے ہم اس مقالے کے آغاز میں دیکھ آئے ہیں کہ خالص مزاح میں ایک طرح بے معنویت کا عنصر پایا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی خبر کے سیدھے سادھے جملے کو کسی اور خبر کے سیدھے سادھے جملوں کے ساتھ اس طرح ملادے کہ گویا ڈبے میں کانچ کی گولیاں چھن چھنا کر پلٹ دی ہوں تو نتیجتاً مزاح تخلیق ہو جاتا ہے۔ روایت ہے کہ کسی دیوار پر بہت اشتہار لگائے جاتے تھے۔ نئے نئے اشتہار آتے تو پرانے اکھیڑ دیئے جاتے اشتہار جگہ جگہ سے پھٹ جاتے تو متعدد مزاح آمیز جملے خود بخود پیدا ہو جاتے یہ وہ بے معنویت کا عنصر ہے جو خالص مزاح میں صنعت اہمال کے خود کار استعمال سے نئی چاشنی پیدا کر دیتا ہے۔ جس طرح لغزش اور مغالطہ آمیزی خالص مزاح تخلیق کرنے کا باعث بنتے ہیں بعینہٖ اسی طرح بے معنویت کا مذکورہ عنصر بھی خالص مزاح کو پیہم جنم دیتا ہے لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ پطرس کا خالص مزاح نہ تو لغزش اور مغالطے سے بر آمد ہو رہا ہے اور نہ ہی اہمال اور بے معنویت کے اس خود کار عنصر سے کہ جو کسی بھی شخص کی دسترس میں ہمہ وقت موجود ہے۔ بلکہ پطرس کا خالص مزاح اس کے عام مشاہدے سے جنم لیتا، اس کی اعلیٰ مغربی تعلیم سے مرصع ہوتا اور اس کے یکتا اور منفرد اسلوب سے پھوٹتا ہے۔ ذرا مندرجہ ذیل اقتباس میں پطرس کے مزاح خالص میں مشاہدے اور اسلوب کا امتزاج ملاحظہ کیجیے:

> "مڈ گارڈ تھے تو سہی لیکن پہیوں کے عین اوپر نہ تھے۔ اُن کی مدد سے صرف یہ معلوم ہوتا تھا کہ انسان شمال کی سمت سیر کو نکلے اور آفتاب مغرب میں غروب ہو رہا ہو تو مڈ گارڈوں کی بدولت ٹائر دھوپ سے بچے رہیں گے۔ اگلے پہیے کے ٹائر میں ایک بڑا سا پیوند لگا ہوا تھا جس کی وجہ سے پہیہ ہر چکر میں ایک دفعہ قدرے زمین سے اوپر اٹھ جاتا تھا اور میرا سر پیچھے کو یوں جھٹکے کھا رہا تھا جیسے کوئی متواتر ٹھوڑی کے نیچے مکے مارے جا رہا ہو۔ پچھلے اور اگلے پہیے سے چوں چوں پھٹ۔ چوں چوں پھٹ۔۔ کی صدا نکل رہی تھی۔ جب اُتار پر بائیسکل ذرا زیادہ تیز ہوئی تو فضا میں ایک بھونچال سا آ گیا اور بائیسکل کے کئی اور پرزے جو اب تک سو رہے تھے۔ بیدار ہو کر گویا ہوئے۔ ادھر اُدھر کے لوگ چونکے ماؤں نے اپنے بچوں کو سینے سے لگا لیا۔ کھڑڑ کھڑڑ کے بیچ میں پہیوں کی آواز جدا سنائی دے رہی تھی۔ لیکن چونکہ بائیسکل اب پہلے سے تیز تھی اس لیے چوں چوں پھٹ کی آواز نے اب چچوں پھٹ چچوں پھٹ چچوں پھٹ کی صورت اختیار کر لی تھی۔ تمام بائیسکل کسی ادق افریقی زبان کی گردانیں دہرا رہی تھی۔"(۱۳)

پطرس انداز بیان اور واقعہ نگاری سے مزاح پیدا کرتے، روز مرہ زندگی کے عام تجربات اُن کا موضوع بنتے، انسانی نفسیات کی باریکیوں کو فطری صلاحیت مزاح کی بنا پر ہلکے پھلکے انداز میں ایسی دلآویزی سے پیش کرتے کہ بے ساختہ ہنسی کے ساتھ دل و دماغ کی تھکن اُترتی محسوس ہوتی۔ "میں ایک میاں ہوں" سو فیصد مزاحیہ مضمون ہے۔ "اُردو کی آخری کتاب" جاندار تحریف نگاری کی عمدہ مثال ہے۔

"ہاسٹل میں پڑھنا"، "سویرے جو کل آنکھ میری کھلی"، "سینما کا عشق"، "مرحوم کی یاد میں" اور "لاہور کا جغرافیہ" مزاح کی لطیف ترین صورتوں میں پیش کردہ نثر پارے ہیں۔

الغرض مضامینِ پطرس کے تنقیدی و تحقیقی مطالعہ سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ پطرس کے ہاں طنز اور مزاح کے درمیان ایک واضح تناسب موجود ہے۔ اور یہ تناسب کچھ اس طرح ہے کہ پطرس خالص مزاح کو بحیثیتِ مجموعی ترجیح دیتے ہیں جبکہ طنز کو بوقتِ ضرورت اپنی انشاپردازی کا حصہ تو بناتے ہیں لیکن طنز کا معیّار اس قدر بلند رکھتے ہیں کہ کسی طور بھی پطرس کا طنز، طنزِ محض نہیں بننے پاتا۔ جس طرح پطرس کے مزاح میں حد سے زیادہ بے ساختگی صاف دیکھی جاسکتی ہے، بالکل اس کے برعکس پطرس کے طنز میں حد سے زیادہ ساختگی بھی صاف دیکھی جاسکتی ہے۔ یعنی پطرس طنز لکھتے ہیں تو اچھی طرح سے اس کی تراش خراش کر کے لکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پطرس کا طنز شدید ترین بھی ہو تو جس پر کیا جارہا ہے، اس کو کوئی قلق نہیں ہوتا، کیونکہ پطرس اپنے طنز کو بھی خالص مزاح کے رنگ میں انجام دیتے ہیں۔

علاوہ بریں، پطرس کے مغربی تہذیب و تمدن سے متاثر ہونے اور مغربی طرز کی جدت کو اپنانے کے باوجود بھی پطرس کے موضوعات میں وہ احساسِ محرومی وجود نہیں رکھتا جو کسی سے متاثر ہونے پر تخلیق کار میں بوجوہ در آتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ مغربی طرز کو جان بوجھ کر اور بغرضِ ضرورت اختیار کرتے ہیں اور یہ بھی نظر آتا ہے کہ وہ اپنی انفرادیت کو کسی بھی اسلوب سے مرعوب ہو کر مغرب پسند تخلیق کاروں کی رَو میں نہیں بہنے دیتے۔ جیسا کہ ڈاکٹر وزیر آغا نے بجا طور پر کہا ہے کہ پطرس مغربی طرز کی مزاح نگاری اختیار کر بھی لیں تو ان کے موضوعات اور مضامین کا ماحول دیسی ہی رہتا ہے۔ اور غالباً یہی سب سے بڑی انفرادیت ہے جو پطرس میں موجود ہے۔

حوالہ جات

۱)۔ وزیر آغا، اُردو ادب میں طنز و مزاح، اکادمی پنجاب ٹرسٹ: لاہور، بار اول۔ مارچ ۱۹۵۸، ص:۱۹۹

۲).Jerome, J. K. "On Babies"Idle Thoughts of an Idle Fellow. London pg 47.
https://sg.docs.wps.com/l/sIDSirOM13-mQhAY, http://www.livrosgratis.com.br/

۳)۔ پطرس بخاری، پطرس کے مضامین، رابعہ بک ہاوس: لاہور، ۱۹۸۱، ص:۳۵

۴)۔ ایضاً، ص:۳۳

۵)۔وزیر آغا،اُردو ادب میں طنز و مزاح،اکادمی پنجاب ٹرسٹ:لاہور،بار اول۔مارچ۱۹۵۸،ص:۱۹۹

۶)پطرس بخاری،پطرس کے مضامین،ایضاً، ۱۹۸۱،ص:۳۷

۷)ایضاً،ص:۵۲

۸)۔ایضاً،ص:۵۳

۹)۔ایضاً،ص:۶۲

۱۰)۔ایضاً،ص:۴۹

۱۱)۔ایضاً،ص:۳۴

۱۲)۔ایضاً،ص:۳۶

۱۳)۔ایضاً،ص:۹۲